سرزمین ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہونے والا پہلا
دینی، علمی، ادبی و اصلاحی رسالہ

دوماہی

افکار

جلد (۴) شمارہ (۲)

رمضان، شوال ۱۴۴۷ھ مارچ، اپریل ۲۰۲۶ء

مدیر

حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

فاضل دارالعلوم دیوبند

زیر اہتمام

کاروانِ علم وادب، ابراہیم پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

جہانِ تازہ کی افکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ وخشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا
(شاعرمشرق علامہ اقبالؒ)

دوماہی ”افکار“ ابراہیم پور

جلد(۴) مارچ،اپریل۲۰۲۶ء شمارہ(۲)

خصوصی تعاون=/500 اعزازی=/1000

آئینہ افکار

۱	آئینۂ گفتار(اداریہ)	مدیر کے قلم سے	۳
۲	نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	حبیب اعظمی	۷
۳	قرآن سے تعلق مضبوط کریں	مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی ابراہیم پوری	۹
۴	احتساب رمضان اور حقوق العباد	خطاب:مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی ابراہیم پوری	۱۱
۵	موبائل کا استعمال،کتنا مفیداورکتنامضر؟قسط(۱)	مولانا حذیفہ ضیاء قاسمی ابراہیم پوری	۲۰
۶	موبائل پرقرآنی آیات سے متعلق استفتاء	جواب از:مولانا شاکرعمیر صاحب معروفی	۲۴
۷	”مولانا رحمت اللہ اعظمی،حیات وخدمات“ پر پُروقار تاثر	مولانا مفتی محمد صادق صاحب مبارک پوری	۲۷
۸	ماں کی عظمت(منظوم)	حبیب اعظمی	۲۹
۹	ایک یادگارمکتوب	حبیب اعظمی	۳۰
۱۰	محبت نامے	ادارہ	۳۲

شائع کردہ

انجمن اصلاحِ معاشرہ،ابراہیم پور،ضلع اعظم گڑھ(یوپی)

ادار یہ

آئینۂ گفتار

مشرقِ وسطیٰ کی خوف ناک صورت حال

مدیر کے قلم سے

۱۰/ رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۸/ فروری ۲۰۲۶ء سنیچر کو امریکہ و اسرائیل نے مشترکہ طور سے ایران پر سخت فضائی حملہ شروع کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایرانی پاسداران انقلاب اور ایرانی عوام کی بڑی تعداد ان حملوں میں جاں بحق ہوگئی۔ خود ایرانی سپریم لیڈر آیت اللہ علی خامنہ ای اور ان کے قریبی لیڈران و اہل خانہ بھی ان حملوں کی زد میں آکر دنیا سے رخصت ہوگئے اور اپنے پیچھے اپنی جرأت و ہمت اور عزیمت و استقامت کی داستان چھوڑ گئے۔ دنیائے اہل تشیع اپنے "رہبر معظم" کی جدائی پر ماتم کناں ہے اور انھیں ان کی شہادت پر خراج عقیدت پیش کر رہی ہے۔

امریکی چودھراہٹ اور اسرائیلی دہشت گردی یکے بعد دیگرے مسلم ممالک کو اپنا شکار کر رہی ہے اور اپنی ظالمانہ بربریت سے انسانیت کو تاراج کر رہی ہے؛ لیکن افسوس کہ ان ظالموں اور ان کے ہم نواؤں کے ظلم و ستم روز بروز بڑھتے ہی چلے جا رہے ہیں اور کوئی ان کے ہاتھوں کو مروڑنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ شام و عراق، لیبیا و فلسطین اور افغانستان ان کے بدترین ظلم و ستم کا نشانہ بنے اور اب ایران ان کی زد پر ہے، پھر (خدا نہ کرے) دیگر مسلم ممالک کا رخ ہوگا اور انھیں تباہی سے دوچار کیا جائے گا۔ دشمن ایک ایک کر کے پوری امت مسلمہ کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے اور ہم آپس میں ہی باہم دست و گریباں ہیں اور شیعہ سنی

اختلاف کو ہی ہوا دے کر ہر جگہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ صہیونی دجال برسوں سے تا حال بالکل بے قابو ہو کر فلسطینی اہل ایمان کو مشق ستم بنائے ہوئے ہے اور امریکی دادا گیری کے آگے سب اہلِ عالم بونے نظر آ رہے ہیں۔ کتنے ہی مسلم کہے جانے والے عرب ممالک ان ظالموں کے آگے سر بسجود ہیں اور جو کچھ طاقت وقوت کے حامل ممالک ہیں وہ بھی صہیونی دجال اور امریکی شیطان کے سامنے زبان بندی میں ہی عافیت محسوس کرتے ہیں۔

ایران کے ماضی میں اہل سنت علماء وعوام کے ساتھ جو کچھ بھی ناقابلِ فراموش ظالمانہ کردار وعمل ہوں اور ہمارے ان سے جو بھی مذہبی واعتقادی اختلافات ہوں، یہ وقت انھیں اچھالنے کا نہیں ہے۔ انھیں سر دست پس پشت ڈالتے ہوئے ہمیں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ عالمی طاقتوں کے ذریعے اپنے اوپر مسلط کردہ یہ جنگ اب باقاعدہ طور سے تن تنہا ایران لڑ رہا ہے اور امریکہ واسرائیل کے مقابلے اپنے کمزور دفاعی نظام کے ذریعے ہی انھیں زبردست دھول چٹا رہا ہے۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ ساری دنیا امریکہ واسرائیل کے تلوے چاٹنے پر فخر کر رہی ہو اور گزشتہ ماہ فروری میں ہی، ایرانی جنگ سے چند روز قبل بھارتی وزیر اعظم نریندر مودی اسرائیل جا کر اپنے ہم منصب ظالم صہیونی دجال نتین یاہو سے گلے مل کر اسے مبارک باد دے رہا ہو اور اسرائیل کے مظلوم فلسطینیوں پر بے انتہا ظلم کے باوجود صہیونی ریاست کو سلام پیش کر رہا ہو، ایسے وقت میں ایران کا ان ظالموں سے تن تنہا ٹکر لینا اپنے آپ میں یقیناً بہت اہمیت کا حامل ہے۔ جو کام عرب حکمرانوں کو کرنا تھا وہ اب ایران کر رہا ہے اور تا حال یہ بے غیرت عرب حکمراں اپنے مغربی صہیونی آقاؤں کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں اور ان سے دوستانہ مراسم بڑھانے کی دوڑ میں ہیں۔

غزۂ فلسطین کی جو تصاویر دیکھ دیکھ کر ہمارے قلوب شکستہ ہو چکے تھے، اب وہی کچھ مناظر اسرائیل کے اندر نظر آ رہے ہیں۔ اسرائیل کے تل ابیب وحیفہ سمیت دیگر شہروں

پر لگا تار ایرانی میزائلیں قیامت بر پا کیے ہوئے ہیں اور صہیونی ریاست میں مسلسل خطرے کے سائرن بج رہے ہیں۔ یہودیوں کے گروہ در گروہ مرد و عورت مضبوط بنکروں کی طرف بھاگ رہے ہیں اور ایرانی میزائلوں کے خوف سے زیر زمین پناہ گاہوں میں چھپ رہے ہیں۔ الجزیرہ کی متعدد تصاویر اور ویڈیوز میں خطرناک و تیز رفتار ایرانی میزائلوں کو تمام تر رکاوٹوں کو عبور کر کے اسرائیل کے شہروں پر گرتے اور تباہی مچاتے دیکھا جاسکتا ہے۔ دجالی ریاست کے حفاظتی انتظامات اور آئرن ڈوم سسٹم بھی ایرانی میزائلوں کو مکمل روکنے میں ناکام رہے اور اب تک کئی سارے صیہونیوں کی ہلاکت اور متعدد افراد کے زخمی ہونے کی بھی خبریں شائع ہوچکی ہیں۔

دوسری طرف ایران نے مزید اپنے انتقام کو بڑھاتے ہوئے خلیج ممالک میں واقع امریکی اڈوں پر بھی لگا تار میزائل حملے کر کے امریکہ واسرائیل کے غلام عرب حکمرانوں کی بھی نیندیں حرام کردی ہیں اور اب وہ بھی اپنے آقا امریکہ کو اپنی مدد کے لیے پکار رہے ہیں، جس نے ایک سعودی وزیر کے بقول: انھیں ایرانی حملوں کے باوجود تنہا چھوڑ دیا اور صرف اسرائیل کے تحفظ میں لگا ہوا ہے۔

ویسے دیکھا جائے تو اس وقت مشرقِ وسطیٰ کے اندر ایک خوف ناک جنگ چل رہی ہے جس کے شعلے بڑھتے نظر آرہے ہیں۔ بظاہر ایسا لگ رہا ہے کہ اس جنگ سے جہاں امریکہ کی دادا گیری میں اضافہ ہوگا، وہیں اسرائیل کے توسیعی منصوبے بھی تیزی سے روبعمل ہوں گے اور صہیونی ریاست کو عربوں کی مزید زمینیں ہتھیانے کا موقع ملے گا۔ اللہ ان ظالموں کو ان کے عزائم میں ناکام کردے اور انھیں نشان عبرت بنادے۔

امریکی اسرائیلی حملے کے نتیجے میں اعلیٰ ایرانی قیادت کی ہلاکت کے بعد ایران بھی سخت انتقامی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے اور سعودی عرب، کویت، بحرین، امارات

وغیرہ میں موجود امریکی اڈوں پر لگاتار میزائل حملے کر رہا ہے؛ ساتھ ہی اسرائیل کے شہروں کو بھی مسلسل نشانہ بنا رہا ہے۔ گو کہ ایران اس جنگ میں مظلوم ہے اور سپر طاقتوں کے آگے کمزور بھی ہے، لیکن وہ ظالموں کے خلاف مضبوطی سے کھڑا ہے اور ڈٹ کر اپنے دشمنوں سے مقابلہ کر رہا ہے۔ جب کہ امریکہ و اسرائیل بھی لگاتار ایرانی شہروں پر حملہ جاری رکھے ہوئے ہیں اور ایران کا بھی ہر قسم کا جانی و مالی بے پناہ نقصان ہو رہا ہے۔

ان حالات میں سخت خطرہ ہے کہ یہ جنگ ابھی مزید دراز ہوگی اور آئندہ بہت سے ممالک اس کی لپیٹ میں آسکتے ہیں۔ یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ امریکہ و اسرائیل کے ایران پر حملے کے بعد ایران کا بلا تاخیر عرب ممالک میں موجود امریکی اڈوں کو نشانہ بنانا، گویا عرب ممالک کو بھی جنگ میں جھونکنے کا ایک بہانہ ہے۔ جنہوں نے اپنے تحفظ کے لیے امریکہ پر اعتماد کیا، اب وہی امریکہ جنگ کے نام پر ان عربوں کی دولت بھی ہڑپ رہا ہے اور انھیں دھوکہ بھی دے رہا ہے۔ یہ صورت حال عرب ممالک کے لیے بڑی سخت ہے، جس سے نکلنا بھی فی الحال بظاہر ان کے لیے آسان نہیں ہے۔

جس طرح امریکہ ایران پر مسلسل دباؤ بنا رہا ہے اور بے بنیاد الزامات لگا کر اسے تباہ کرنا چاہ رہا ہے، ایران بھی امریکی اڈوں پر حملہ کر کے عربوں پر دباؤ ڈال رہا ہے؛ تاکہ عرب اپنی زمینوں کا غلط استعمال کرنے کے لیے امریکہ کو روکیں اور کم از کم اسی بہانے امریکی غلامی سے نجات حاصل کرنے کی فکر کریں۔ لیکن شاید عرب ایسا نہ کر سکیں اور امریکی منشاء کے مطابق خود ایران کے ہی خلاف اٹھ کھڑے ہوں، جس کے بعد اسلامی دنیا بڑے سخت حالات دیکھے گی اور امریکہ و اسرائیل دور بیٹھ کر ایران و عرب جنگ میں خون مسلم کی ارزانی پر خوشی سے بغلیں بجائیں گے۔ (۳/مارچ ۲۰۲۶ء منگل)

☆ ☆ ☆

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حبیب اعظمی

محبت کا ترانہ اہلِ عالم کو سنادیں گے
غلامانِ نبی ہیں ، سارے عالم کو بتادیں گے

ہم اہل حق ہیں ، ہم کو خوف کیا ہے اِن ہواؤں کا
ہمارا عزم ہے ، عالَم سے باطل کو مٹادیں گے

تم اپنے حکمرانوں پر کبھی تکیہ نہیں کرنا
یہ خودتو بے وفا ہیں ہی ، یہ ظالم کیا وفا دیں گے

میں ناموسِ رسالت کا محافظ ہوں ، رہوں گا بھی
سزادے لیں یہ جو چاہیں، یہ آخرکیا سزادیں گے

نہ ہم کو آزما اے وقت ، ہم تو عشق والے ہیں
”نبی کے نام پرہم اب بھی اپنی جاں لٹادیں گے“

دعا کے واسطے تم کو کہیں جانا پڑے کیوں کر
کرو ماں باپ کی خدمت ، یقیناً وہ دعا دیں گے

میں بیمارِ محبت ہوں ، مِرا ہے دردِ دل پیہم
بلا کر اپنے روضہ پر مجھے بھی کچھ دوا دیں گے

نہ گھبرا آتشِ دوزخ سے جب سرکار ہیں شافع
وہ اپنے دامن رحمت میں عاصی کو چھپا دیں گے

ہم اہل عشق ، اہل دل ہیں ، تم سمجھو گے کیا زاہد
ہماری بزم میں آؤ ، ہنسا کر پھر رلا دیں گے

یہ گلہائے عقیدت ، اعظمیؔ ؛ مقبول ہو جائیں
تری یہ نعت سن کر اہلِ دل بھی مسکرا دیں گے

☆　☆　☆

قرآن سے تعلق مضبوط کریں!!

از: حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

قرآن کریم وہ کتاب ہدایت اور ابدی دستور حیات انسانی ہے، جسے اس عظیم الشان وسیع وعریض کائنات کے خالق ومالک اور رازق اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت ورہ نمائی کے لیے نبیٔ آخر الزماں حضرت محمد عربی ﷺ پر نازل کیا، جو رہتی دنیا تک کے تمام انسانوں کے لیے کتاب رشد وہدایت، صحیفۂ عظمت و رفعت، پیغام رحمت ومغفرت، سامان خیر وبرکت اور ذریعۂ نجات وعافیت ہے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

اسی قرآن کریم سے وابستگی نے عرب جیسی پسماندہ قوم کو دیکھتے ہی دیکھتے بام عروج تک پہونچا دیا اور ان کے لیے فتوحات کے دروازے کھول دیے کہ سلطنتیں ان کے زیرِ نگیں ہوگئیں۔

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

ان ہی عرب کے صحرا نوردوں نے جب قرآن کریم کو اپنے سینے سے لگایا تو کائنات ان کے دست نگر ہوگئی، عظمت وشوکت ان کی قدم بوسی کرنے لگی۔ سلطنت وحکومت ان کے آگے جھکنے لگی۔ حجاز کے تپتے ریگزاروں میں جانوروں کی گلہ بانی کرنے والے

ناخواندہ انسانوں نے جب قرآن پڑھا اور سمجھا تو پھر اقوام عالم کو جہاں بانی کے اصول سمجھانے لگے۔

یہ وہی لوگ تھے کہ جب وہ قرآن کو لے کر اٹھے تو ایسے اٹھے کہ دنیا نے انھیں سلام کیا اور انھیں اپنا رہبر و مقتداء تسلیم کیا۔ جب وہ قرآن کریم کو ہاتھوں میں لیے آگے بڑھے تو ایسے بڑھے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے آگے نچھاور ہونے لگے اور سپر پاور طاقتیں ان کی ہیبت و جلالت سے لرزہ براندام ہوگئیں۔

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا

سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے، وہ شیر پھر ہوشیار ہوگا

قرآن کریم کو سینے سے لگانے والوں نے دنیا کو نہ صرف اپنے آگے جھکا دیا؛ بل کہ دنیا کو ظلم سے نجات دلا کر اسے امن وسکون کا گہوارہ بنایا۔ اپنے عدل وانصاف کے ذریعے قوموں کے دلوں کو فتح کرلیا اور اپنے اخلاق وکردار کے ذریعے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

آج بھی اسی قرآن کریم سے وابستگی اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے اور اس کی تعلیمات کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما و یضع بہ آخرین۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو (قرآن پر عمل کرنے کی وجہ سے) عزت وسربلندی عطا کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کو (قرآن سے دوری اختیار کرنے کی وجہ سے) ذلت و پستی میں ڈال دیتے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر

اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

☆ ☆ ☆

احتساب رمضان اور حقوق العباد

خطاب جمعہ بمقام: مسجد انس رضی اللہ عنہ، اتر محلہ ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ

بتاریخ: ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۸/مارچ ۲۰۲۵ء بروز جمعہ قبل نمازِ جمعہ

خطاب: مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی ابراہیم پوری

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی، اما بعد:

محترم بزرگو، بھائیو اور عزیز ساتھیو!!

رمضان المبارک کے آخری ایام چل رہے ہیں اور آج ماہ مبارک کی ۲۷/تاریخ ہے۔ گنتی کے چند دن جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے "ایاما معدودات" قرار دیا، وہ اختتام پذیر ہیں اور بہت جلد ہی رمضان ہم سے رخصت ہونے والا ہے۔ یقیناً ہم نے اپنے مقدور بھر جتنی بھی عبادتیں کی ہیں، جتنی بھی قرآن کی تلاوت کی ہیں، جتنی بھی نمازیں پڑھی ہیں، دعائیں کی ہیں، ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری ان عبادتوں کو قبول فرمائے اور اس ماہ مبارک کی خیرات و برکات سے ہم سب کو مالا مال فرمائے اور ہم سب کی مغفرت کے فیصلے فرمائے۔

جیسا کہ پہلے بھی آپ کے سامنے بیان کیا گیا کہ ماہ مبارک یہ رحمت اور مغفرت کا مہینہ ہے اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہلاک ہو جس کی رمضان مبارک کے اندر مغفرت نہ ہو سکے۔

اب ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہماری مغفرت ہوئی ہے یا نہیں!؟ کیوں کہ گناہوں کو بخشنے والا تو اللہ ہے جو غفار الذنوب ہے، ستار العیوب ہے۔ ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ ہمارے گناہوں کی مغفرت ہوئی یا نہیں!؟ ہم نے جس طریقے سے بھی عبادتیں کی ہیں، ہمیں معلوم ہے اور صحیح یہ ہے کہ کیا ہماری عبادتیں اور کیسی ہماری نمازیں!! لیکن بہر حال جیسی بھی ہوں اور

جس طریقے سے بھی ہوں، اللہ رب العزت کے لیے ہم نے ان کو انجام دینے کی کوشش کی ہے۔"اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" "میری نماز اور میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس کی اطاعت کا حکم دیا گیا اور میں اللہ کے فرماں بردار بندوں میں سے ہوں"۔

ہمیں سمع وطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا، ہم نے نمازیں ادا کیں۔روزے رکھنے کا حکم دیا گیا، ہم نے روزے رکھ لیے۔تراویح کا حکم دیا گیا، اللہ کے رسول نے اسے سنت قرار دیا، ہم نے تراویح کی نمازیں پڑھ لیں۔قرآن کریم کی خوب تلاوت کی؛ کیوں کہ قرآن اور رمضان کی مناسبت واضح ہے۔ہم نے خوب دعائیں کیں کہ دعا عبادت کا مغز ہے، بل کہ دعا کو بھی عبادت قرار دیا گیا ہے اور یہ اللہ سے انتہائی قرب کا بہترین ذریعہ ہے۔ہم نے توبہ واستغفار بھی کیے کہ گناہوں کی مغفرت کے لیے توبہ واستغفار ضروری ہے۔ پتہ کیسے چلےگا کہ ہمارے گناہوں کی مغفرت ہوئی یا نہیں!؟

رمضان کی ہر شب بے شمار بندے جہنم سے آزاد کیے جاتے ہیں اور رمضان کی آخری رات میں پورے ماہ کی مجموعی تعداد کے اعتبار سے لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ان بخشے ہوئے بندوں میں بھی شامل فرمالے، پھر ہمارا بیڑا پار ہے۔

حج کے موقع سے ایک روایت ہے:"الحج المبرور لیس له جزاء الا الجنة" "حج مقبول کا بدلہ تو بس جنت ہی ہے"۔

اور حج مقبول کی علامت یہ بتلائی گئی ہے کہ جو شخص حج کرلے اور اس نے کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کیا، کوئی بدکاری نہیں کی تو وہ ایسے ہو جاتا ہے گویا اپنی ماں کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہو، یعنی بالکل گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے، جیسے اس دن جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا، کوئی گناہ اس کے اوپر نہیں تھا۔معصوم بچہ ہے اس کے اوپر کوئی گناہ نہیں۔تو حج کے بعد گناہوں کی مغفرت ہو جاتی ہے، اس کی پہچان یہ بتلائی گئی ہے کہ کیسے حج مقبول

ہوگا؟ کیسے معلوم ہوگا کہ ہمارا حج مقبول ہوا ہے کہ نہیں!؟ حج کے پہلے اور حج کے بعد کی زندگی میں انقلاب پیدا ہو، حج کے پہلے کی زندگی کچھ اور تھی اور حج کے بعد کی زندگی میں تبدیلیاں ہوگئیں۔ یہ حج کے تعلق سے بات ہے کہ حج سے پہلے جو گناہ کرتا تھا، اللہ تعالیٰ نے حج کی برکت سے اس کے سب گناہوں کو بخش دیا، اب حج کے بعد ان گناہوں سے اس نے توبہ کرلی، اب وہ ان گناہوں سے دور رہتا ہے، ان برائیوں سے بچے رہتا ہے۔

گناہ یہ انسان کی نفسانی خواہشات کے تقاضوں سے اگر ہو بھی جائے تب بھی بار بار توبہ کرنا چاہیے۔ یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ ہم نے تو توبہ کرلی، پھر گناہ ہوگیا، چلو کیا توبہ کریں۔ گناہ ہوں پھر توبہ کریں، پھر گناہ ہوں پھر توبہ کریں، بار بار توبہ کریں۔ حدیث میں ارشاد فرمایا گیا: ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“ ”گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو“۔

کیوں کہ توبہ کی برکت سے اللہ تبارک وتعالیٰ گناہوں کو بخش دیتے ہیں اور اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ، بہت توبہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتے ہیں، بہت پاک صاف رہنے والوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ پسند کرتے ہیں۔

حج کی زندگی جو پہلے کی تھی اور حج کے بعد کی جو زندگی ہے، اس میں نمایاں تبدیلی آدمی خود محسوس کرے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا حج ”حج مقبول“ ہے، حج مبرور ہے۔ اسی پر قیاس کر کے یہ بھی سمجھ لیں کہ رمضان المبارک کے اندر ہمارے گناہوں کی مغفرت ہوئی ہے یا نہیں!؟ ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔

حج کی بات میں نے آپ کے سامنے پیش کی، اسی طریقے سے رمضان سے پہلے کی زندگی اور رمضان کے بعد کی زندگی میں اگر ہمارے اندر نمایاں تبدیلی ہوگئی ہے اور ہماری زندگی میں انقلاب پیدا ہو چکا ہے اور ہم رمضان سے پہلے جن گناہوں کو کیا کرتے تھے، رمضان کے بعد ان گناہوں سے ہم بچتے ہیں۔ روزوں کی برکت سے ہم گناہوں سے دور ہوگئے۔ جیسے

رمضان کے اندر بچے، رمضان کے بعد بھی بچ رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے روزے مقبول ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی جانب سے ہمارے لیے مغفرت کا اعلان ہو چکا ہے اور ہم ان شاء اللہ ان بخشے ہوئے بندوں میں شامل ہو چکے ہیں، جن کی رمضان المبارک کے ایام میں اور رمضان المبارک کی راتوں میں مغفرت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

رمضان کی ہر شب میں اللہ کی جانب سے اعلان ہوتا ہے: "الا هل من مستغفر فاغفر له" "کیا ہے کوئی مغفرت کا طلب گار کہ اس کے گناہوں کی مغفرت کر دوں!؟" یہ زندگی میں فرق ہونا چاہیے۔

رمضان یہ تربیت کا مہینہ ہے، جیسے ہم نے اللہ کی خوب عبادتیں کیں، خوب نمازیں پڑھیں، خوب قرآن کی تلاوت کی اور راتوں کو جاگ جاگ کر اللہ کے سامنے دعائیں کیں، سجدے کیے، توبہ استغفار کیے، تو کیا رمضان کے بعد یہ ساری چیزیں چھوٹ جائیں گی!؟ کوئی بھی آدمی کوئی اچھائی اختیار کرتا ہے اور کچھ دنوں کے بعد اس اچھائی کو چھوڑ کر پھر برائیوں پر آ جائے تو ظاہری بات ہے کہ اسے خود بھی اچھا نہیں لگے گا۔ اس کو خود احساس ہوگا کہ میں غلط کر رہا ہوں۔ پہلے نماز پڑھتے تھے اور اب نمازیں نہ پڑھیں تو آپ کا دل خود آپ کو متوجہ کرے گا، آپ کا ضمیر آپ کو متوجہ کرے گا کہ تم اپنی پہلی زندگی دیکھو!! کیسے اچھے طریقے سے جی رہے تھے اور اب تم اپنی یہ زندگی دیکھو کہ اب تمہاری زندگی میں کیا خرابیاں آ گئی ہیں۔

ہم اپنے زندگی کو ٹٹول کر دیکھیں۔ بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کی طرف سے ہمارے لیے نیکیوں کی توفیق میسر ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم نفسانی خواہشات کے غلبے میں ان نیکیوں سے دور ہو جاتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم گناہوں کے اندر مبتلا ہو جاتے ہیں۔ گناہ یہ مومن کے لیے بڑی شاق چیز ہے، جب بھی کوئی مومن بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا دل اس کو منع کرتا ہے، اس کا ضمیر اس کو جھنجھوڑتا ہے اور کہتا ہے کہ تم اللہ کی نافرمانی کر رہے ہو، وہ جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے۔ کوئی بھی برائی ہو، کوئی بھی گناہ کا کام ہو، دل

ضرور اس پر نکیر کرتا ہے اور دل یہ فیصلہ کرتا ہے، دل جج کی حیثیت رکھتا ہے، ضمیر انسان کو بار بار جھنجھوڑتا ہے کہ تم اس گناہ سے باز رہو، لیکن پھر بھی انسان نفسانی خواہشات کے اندر اس گناہ کو کر لیتا ہے۔ اس کے بعد بھی ایسا نہیں ہے کہ اس کے لیے توبہ کا دروازہ نہ ہو، بل کہ اللہ کی جانب سے ہمیشہ اس کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ اگر وہ چیز حقوق اللہ کے تعلق سے ہو، تب بھی اور اگر حقوق العباد کے تعلق سے ہو، تب بھی۔ جب تک اس کی زندگی دنیا کے اندر موجود ہے، قائم ہے، باقی ہے، تب تک اس کے لیے آپشن موجود ہے۔

حقوق اللہ یعنی نماز، روزہ وغیرہ کی ادائیگی ہے، نمازوں کو ادا کر لے اور اگر حقوق العباد کے تعلق سے ہے تو حقوق العباد کو ادا کر لے۔ جن بندوں کے معاملات ہوں، لین دین ہو، کسی کے ساتھ کوئی گالی گلوج کا معاملہ ہو یا کسی کا مال ہڑپ کر لیا ہو، کسی کی زمین غصب کر لی ہو تو جب تک زندگی ہے تب تک اس کا حق ادا کر دے۔ اگر وہ شخص نہ ہو جس کا حق دبایا ہے تو اس کے وارثین سے مل کر ان کو ان کا حق دے دے یا دنیا کے اندر اگر حق دینے کی طاقت نہ ہو تو معافی تلافی کرا لے۔

حدیث کے اندر ارشاد فرمایا گیا، حضور نے پوچھا صحابہ سے: جانتے ہو مفلس کون ہے میری امت کا؟ لوگوں نے عرض کیا کہ مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس دینار و درہم نہ ہو، مال دولت نہ ہو، اسی کو غریب کہا جاتا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو دنیا کے اندر مفلس کی بات ہے۔ میں اس مفلس کی بات کر رہا ہوں جو قیامت کے دن بہت ساری عبادتیں لے کر آئے گا، بہت سی نمازیں ہوں گی، بہت سے روزے ہوں گے، خوب حج پہ حج کیے ہوں گے، خوب عمرے پہ عمرے کیے ہوں گے۔ آج کل عمرے کی ایک دم لائن لگی ہوئی ہے، مسجد حرام کے اندر دیکھیے، کوئی جگہ پیر رکھنے کی نہیں ہے۔ بہت اچھا جذبہ ہے، لیکن حقوق العباد کے اندر اگر کمی ہے تو حضور نے فرمایا کہ ساری عبادتیں ایک طرف رکھی رہ جائیں گی، جتنی عبادتیں کی تھیں، پوری زندگی سجدے کے اندر مشغول رہا ہے اور کسی کا حق ہڑپ کر گیا ہے،

اپنے بھائی کا حق دبالیا، بہنوں کا حق دبالیا، اپنے پڑوسی کا حق دبالیا، کسی مسلمان کا یا کسی غیر مسلم کا، کسی کا بھی حق دبایا ہے اگر دنیا کے اندر، حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ساری نیکیاں ایک طرف رکھی رہ جائیں گی۔ جو حق دار ہوں گے وہ آئیں گے اور اس سے اپنے حق کا مطالبہ کریں گے اور قیامت کا دن انصاف کا دن ہوگا۔ دنیا کے اندر آدمی چالاکیاں کرتے ہیں، ایک دوسرے کا حق ہڑپ کرلیا، مال ہڑپ کرلیا اور خوش ہوتے ہیں کہ ہم تو جناب طاقت ور ہیں، ہم تو بہت چالاک ہیں، ہم نے عدالت سے فیصلہ اپنے حق میں کرالیا۔ بخاری میں ایک روایت کے اندر حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی بندہ اپنی چرب زبانی کی وجہ سے اور ظاہری بات چیت کی وجہ سے کوئی معاملہ اپنے حق میں کرالے، حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ میں غلطی پر ہوں، میں ناحق ہوں۔ یہ تو واضح ہے کہ ایک ہی حق پر ہوگا اور ایک ناحق پر ہوگا۔ فرمایا کہ اگر میں بشری تقاضوں کی وجہ سے اس ناحق شخص کے حق میں فیصلہ کردوں تو وہ نہ لے، وہ نہ لے؛ کیوں کہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے، آگ کا ایک ٹکڑا ہے جو میں اسے دے رہا ہوں۔

حضور کوئی عالم الغیب تو ہیں نہیں کہ آپ جانتے ہوں کہ یہ شخص حق پر ہے کہ نہیں ہے۔ فیصلے کے اندر، قضا کے اندر جو ظاہری چیز ہے اسی کو دیکھا جاتا ہے۔ دلائل پیش کردیے شواہد پیش کردیے اور قاضی نے اس کے حق میں فیصلہ کردیا، حالاں کہ وہ ناحق پر ہے تو فرمایا کہ وہ اس کو نہ لے، کیوں کہ وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہے جو میں اسے دے رہا ہوں۔ کیا وہ اس کو قبول کرے گا!؟

”اِنَّ الَّذِیۡنَ یَأۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَأۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا“

”وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، جو لوگ یتیموں کا مال، غریبوں کا مال، کمزوروں کا مال، بیواؤں کا مال ناحق طریقے سے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ داخل کررہے ہیں اور عنقریب وہ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے“۔

حضور نے ارشاد فرمایا کہ وہ نیک شخص بہت ساری عبادتیں لے کر آئے گا اور اصحابِ

حق آئیں گے، اس سے اپنا حق مانگیں گے، قیامت کا دن ہوگا "لا ظلم الیوم" آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا، کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہوگی، آج اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے، صرف اسی کی حکومت ہے اور کسی کی بھی کوئی حکومت نہیں۔ ساری دنیا کے حکمران زیرو ہیں اور ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ "لمن الملك اليوم . لله الواحد القهار" صرف اللہ، الواحد القہار کی سلطنت ہے، اسی کی حکومت ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور وہ انصاف کے ساتھ صحیح صحیح فیصلہ کرے گا۔ "وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ" ہم اس دن انصاف کی طرح ترازو قائم کریں گے اور بندوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کریں گے۔ کسی پر کسی طریقے کا کچھ بھی ظلم نہیں ہوگا۔ حق دار آئیں گے اور اپنے حق کا مطالبہ کریں گے۔

اب جناب یہ شخص جو بڑا نمازی تھا، بڑا قرآن کی تلاوت کرنے والا تھا، بڑا حاجی تھا اور خوب صدقہ خیرات کیا کرتا تھا۔ اس کی نمازیں، اس کے روزے، اس کی عبادتیں، سب ان حق والوں کو دے دی جائیں گی، یہاں تک کہ فرمایا کہ اگر اس کی عبادتیں ختم ہوگئیں.... دنیا میں ہم اپنی عبادتوں پر فخر کرتے ہیں کہ ہم تو جناب بڑے نمازی ہیں، ہم تو بڑے نیک صالح ہیں،.... عبادتیں ختم ہوگئیں، حق والوں کے حق باقی رہ گئے، فرمایا کہ ان حق والوں کے گناہ اس نیک شخص پر لاد دیے جائیں گے۔

سوچنے کی بات ہے کہ حقوق العباد کا معاملہ کتنا سنگین ہے!؟ جب تک حقوق العباد کا معاملہ حل نہیں ہو جائے گا تب تک قیامت میں کوئی آخری فیصلہ نہیں ہوگا۔ جنت جہنم کا تب تک فیصلہ نہیں ہوسکتا ہے۔ ہم اپنی عبادتوں پر فخر نہ کریں، ہم یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے بڑی نمازیں پڑھ لی ہیں، بڑے روزے رکھ لیے اور جو لوگ نماز نہیں پڑھتے ان کو حقیر سمجھیں۔ نہیں!! ان کو اچھے انداز میں سمجھائیں، وہ ایک الگ چیز ہے۔ امر بالمعروف کریں، نہی عن المنکر کریں، بھلائیوں کا حکم دیں، برائیوں سے روکیں۔ لیکن کبھی اپنی عبادتوں پر فخر نہ کریں، کیوں کہ اللہ کی ذات بے نیاز ہے، اسے ہماری عبادتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ حق والوں

کے جو گناہ ہیں، ان کے گناہ اس نیک شخص پر لاد دیے جائیں گے اور اس نیک شخص کو جو بڑا نمازی تھا، بڑا نیک صالح تھا، اس کو جہنم میں گھسیٹ کر ڈال دیا جائے گا۔

جب تک حقوق العباد کی ادائیگی نہیں ہو جاتی، تب تک اللہ رب العزت کی طرف سے بھی کوئی معافی نہیں۔ اللہ جو غفار ہے، ستار ہے، لیکن حقوق العباد کے معاملے میں اللہ نے بھی فیصلہ کر دیا ہے کہ جب تک بندے بندوں کا معاملہ حل نہ کر دیں تب تک ان کا معاملہ ختم نہیں ہوسکتا، ان کی کوئی معافی نہیں ہوسکتی۔

اس لیے ہم اپنے دلوں کو ٹٹول کر دیکھیں کہ ہمارے کن کے کن پر کتنے معاملات باقی ہیں!؟ کن کا ہمارے ذمہ قرض باقی ہے، اس قرض کو ادا کریں۔ جس شخص کا قرض ہوا کرتا تھا، حضور اس کی جنازے کی نماز نہیں پڑھایا کرتے تھے جب تک کہ کوئی شخص اس قرض کو اپنے ذمے نہیں لے لیتا تھا۔ اسی طریقے سے کسی کا اگر ہم نے کوئی جان بوجھ کر یا انجانے میں کوئی حق دبالیا ہے، میں نہیں کہتا کہ ہر شخص جان بوجھ کر ہی کرے، غلطی میں یا جانے انجانے میں بھی ہوسکتا ہے، تو اس حق کو ادا کر دے۔ اگر ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے باپ دادا نے کوئی غلط کام کیا، کسی کے ساتھ غلط معاملہ کیا، کسی پر ظلم کیا ہے تو اس سے معافی تلافی کر لیں۔ کیوں کہ ”الظلم ظلمات یوم القیامۃ “ظلم قیامت کے دن کی تاریکیاں ہوگا اور انسان ان تاریکیوں میں بھٹک رہا ہوگا۔

اس لیے رمضان المبارک کے جو ایام ہیں، عبادات کی انجام دہی کے ساتھ اپنے معاملات کی درستگی کا بھی خصوصی طور پر اہتمام کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم یہ نہ سمجھیں کہ ہم تو اب بخشے بخشائے ہو گئے، رمضان میں ہم نے خوب تراویح پڑھ لی، خوب نمازیں پڑھ لیں، اب تو ہمارے گناہ دھل گئے۔ اگر حقوق العباد کے معاملے میں کہیں ہماری ٹانگ پھنس گئی تو پھر قیامت کے دن ہمارے لیے ہلاکت مقدر ہوگی۔ اس لیے ہم رمضان المبارک کے بقیہ ایام کے اندر اپنا احتساب کر لیں۔ گنتی کے چند دن رہ گئے ہیں ان میں ہم اپنا احتساب

کرلیں کہ اپنی زندگی ہمیں آگے کس طریقے سے گزارنی ہے!؟ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم اللہ کی طرف سے ان بندوں میں شامل ہو جائیں جن کی مغفرت کا اعلان ہوا ہے!؟ یا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان بندوں میں شامل ہوں جن کے لیے رمضان کے اندر مغفرت کا اعلان نہیں ہے اور جن کے لیے حضور نے ہلاکت کا اعلان کیا ہے!؟

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے حقوق اور معاملات کو صحیح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ارادہ تھا کہ صدقۃ الفطر سے متعلق کچھ باتیں ہوں گی، لیکن اس عنوان سے آپ کے سامنے کچھ گفتگو ہوگئی کہ رمضان کے اندر مغفرت ہوتی ہے تو مغفرت کا کس طریقے سے ہم کو احساس ہوگا کہ ہمارے گناہوں کی مغفرت ہوئی ہے یا نہیں!؟ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں۔

اور رہی بات صدقۃ الفطر کی تو اس کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ یہ ہر شخص پر جو صاحب نصاب ہے اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ عید کی نماز سے پہلے پہلے صدقۃ الفطر ادا کردے۔ اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو "طعمة المساكين" قرار دیا ہے۔ رمضان کے اندر جو کمی کوتاہی روزوں کے اندر ہوتی ہے تو ان روزوں کی کمیوں کی تلافی کے لیے اور اسی طریقے سے مساکین وفقراء کے لیے کھانے پینے کی چیزوں کا انتظام کرنے کے لیے یہ صدقۃ الفطر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرض قرار دیا ہے۔ عید کی نماز سے پہلے پہلے اس کو ادا کرنا ضروری ہے اور رمضان میں بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص عید کی نماز سے پہلے نہ ادا کر سکے تو عید کی نماز کے بعد ضرور بالضرور ادا کر دینا چاہیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں دین وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆ ☆ ☆

قسط(۱)

موبائل کا استعمال کتنا مفید اور کتنا مضر؟

ازقلم: مولوی حذیفہ ضیاء اعظمی ابراہیم پوری
فاضل دارالعلوم دیوبند

موبائل فون آپسی بات چیت ، باہمی روابط ،حصول معلومات نیز پیغام رسانی اور خبروں کی ترسیل کے لیے ماضی قریب کی اہم ترین ایجادات میں سے ایک ہے، جو تا حال نہایت ترقی پذیر، روز افزوں اور مقبول تر ہے؛ بل کہ اس کو اب ہر شخص کی ایسی بنیادی ضرورت سمجھا جاتا ہے، جس نے کم وبیش ہر عمر اور ہر طبقے کے لوگوں کو اپنا اسیر کر رکھا ہے اور آج عمومی صورت حال یہ ہے کہ ایک عام انسان بھی اب موبائل کے بغیر تھوڑی دیر پُرسکون نہیں رہ سکتا اور ایسا لگتا ہے کہ جب تک وہ موبائل کی اسکرین نہ دیکھ لے، پریشان سا رہتا ہے۔

چناں چہ گھر ہو یا باہر، سفر ہو یا حضر، مسجد ہو یا مدرسہ، بازار ہو راستہ، جلسہ ہو یا کانفرنس، دوستوں کی مجلس ہو یا اہل خانہ کے درمیان، ہر جگہ موبائل کا خمار چھایا ہوا ہے اور ہر ہاتھ میں اس کی سحر آفرینی موجود ہے۔ بسا اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کے قریب ہو کر بھی درمیان میں فاصلے موجود ہیں اور موبائل ہی ہماری زندگی کا مقصد اولیں بن چکا ہو۔

یہ صورت حال یقیناً عجیب تر بھی ہے اور انسانی معاشرے کے لیے بے حد تشویش ناک بل کہ خطرناک بھی ہے۔

موبائل کی ایجاد انسانی تاریخ کی ایک زبردست دریافت ہے، جس کے بے شمار فوائد بھی ہیں۔ اس نے فاصلوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ دنیا بھر کی خبریں آناً فاناً ہم تک

پہونچ جاتی ہیں اور قریب ونزدیک نیز دور دراز علاقوں کے حالات و واقعات پل بھر میں کہاں سے کہاں پہونچ جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ موبائل بہت ساری انفرادی و اجتماعی ضروریات کی تکمیل کے لیے بھی مواقع فراہم کرتا ہے اور لوگوں کی ضروریات اس کے ذریعے بآسانی مکمل ہوجاتی ہیں۔

ابتدامیں موبائل فون صرف بات کرنے کا آلہ تھا، مگر اب یہ بہت ساری سہولیات کا ذریعہ بن چکا ہے۔ ان میں سے کیمرہ کے ذریعے تصویر کشی اور ویڈیوگرافی، میسیج یعنی پیغام رسانی، وائز میسیج یعنی صوتی پیغام وغیرہ عام ہیں۔ اسی طرح موبائل فون میں آن لائن وآف لائن گیم، موبائل سے تدریسی خدمات، ویڈیو کانفرنس کے ذریعے آن لائن میٹنگ اور پروگرام، واٹس ایپ اور فیس بک نیز ان کے متعلقات اور گروپ وغیرہ سرفہرست ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے، جو قیامت تک کے تمام انسانوں کی مکمل رہنمائی کرتا ہے اور لوگوں کو پُرسکون اور کامیاب زندگی جینے کا سلیقہ سکھلاتا ہے۔ اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسلام ہر امر خیر کی رہنمائی کرتا ہے اور حوصلہ افزائی بھی، نیز ہر امر شر سے منع بھی کرتا ہے اور ہر برائی کے سدباب کی کوشش بھی کرتا ہے۔

اسلام تمام جائز اور مباح چیزوں کے استعمال کی مکمل اجازت دیتا ہے اور معاشرے کی ہر ممکن ترقی کی راہیں ہموار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام نئی چیزوں کو جائز طریقے سے استعمال کرنے سے ہرگز منع نہیں کرتا؛ لیکن لایعنی امور اور بے فائدہ کاموں سے ضرور منع کرتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ”من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ“ (بخاری) یعنی آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ غیر ضروری اور بے فائدہ چیزوں کو ترک کردے اور بے کار چیزوں سے دور رہے۔

موبائل فون عصر حاضر میں تقریباً ہر فرد کی ضرورت بن چکا ہے اور یہ ایک ایسا آلہ

ہے جو اپنے اندر افادیت کے بے شمار پہلو رکھنے کے ساتھ بہت سارے نقصانات کا بھی حامل ہے۔ اس میں مفید اور کارآمد چیزیں بھی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ بے شمار نقصانات اور برائیوں کی بھی چیزیں اس کے جلو میں موجود ہیں۔ اس کا استعمال مفید ہونے کے ساتھ ساتھ بسا اوقات مضر بھی ہے۔ اب یہ ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ افادیت کے پہلو کو سمجھنے کے ساتھ مضرت کے پہلوؤں کو بھی جانیں، پھر اس کے مفید پہلو کو اختیار کریں اور مضر پہلوؤں سے پہلوتہی کرتے ہوئے "من حسن اسلام المرء" کا مصداق بنیں۔

اسلامی تعلیمات اور شرعی احکام میں غور کرنے سے ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی چیز کے استعمال کو سمجھنے کے لیے اسے سب سے پہلے تین حصوں میں منقسم کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ اخذ کرنا آسان ہو جاتا ہے:

نمبر (۱) کوئی چیز حسن لعینہ ہوتی ہے، اسے بلا چوں چرا اور بغیر کسی روک ٹوک کے استعمال کرنا درست ہے۔

نمبر (۲) کوئی چیز قبیح لعینہ ہوتی ہے، جس سے یقینی طور پر بچنا اور دور رہنا ضروری ہوتا ہے۔

نمبر (۳) کوئی چیز فی نفسہ نہ حسن لعینہ ہوتی ہے اور نہ ہی قبیح لعینہ ہوتی ہے، بل کہ اس کا حسن اور قبح دوسری شئ یعنی اس کے خارجی استعمال پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر وہ اس غیر کی وجہ سے اچھی اور بھلی ہو تو اسے حسن لغیرہ کہا جاتا ہے اور اگر اس غیر کی وجہ سے وہ چیز ناپسندیدہ اور بری ہو تو وہ چیز قبیح لغیرہ کہلاتی ہے۔

یہی حال موبائل فون کا بھی ہے کہ فی نفسہ نہ یہ اچھا ہے نہ برا، بل کہ اس کا استعمال اسے اچھا اور برا بنا دیتا ہے۔ اگر اس کا مثبت، درست، جائز اور مفید استعمال ہو تو پھر یہی موبائل بہترین چیز ہے؛ جس سے انفرادی و اجتماعی نفع کے بہت سے کام انجام دیے جا سکتے ہیں اور

بے شمار مفید خدمات اور کارنامے وجود میں آسکتے ہیں۔لیکن اگر اس کا غلط، ناجائز، منفی اور مضر استعمال کیا جائے تو یہی موبائل ہر سطح پر ہر شخص کے لیے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے اور انفرادی طور پر، نیز اجتماعی طور پر بھی بہت سارے نقصانات اور مفاسد کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔

اگر یہ موبائل نیک صالح اور دین دار شخص کے پاس ہو، جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، خدائے ذوالجلال سے ڈرتا ہے اور دل میں ہر وقت موت اور آخرت کی فکر رکھتا ہے، ایسا بندہ موبائل کا جائز، درست اور مفید استعمال کرتا ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جس کے دل میں خوف خدا نہیں، فکر آخرت نہیں، قبر وحشر سے غافل ہوکر زندگی گزارتا ہے اور اللہ سے حیا نہیں کرتا، وہ موبائل فون کا استعمال اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق کرتا ہے، بہت سے ناجائز امور کا بھی ارتکاب کرتا ہے اور موبائل کے ذریعے گناہوں کو بھی انجام دینے سے باز نہیں آتا، اس طرح وہ شخص بہت ساری خرابیوں کو پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہے اور اللہ کے عذاب کو دعوت دیتا ہے۔اس کے غلط کاموں اور نامناسب حرکتوں کی وجہ سے کبھی اسے دنیا میں بھی ذلت ورسوائی اٹھانی پڑسکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی نازیبا حرکتوں کا خمیازہ اسے بھی اور اس کے اہل خانہ کو بھی اور بعض دفعہ پورے سماج اور معاشرے کو بھی بھگتنا پڑے اور اس شخص کی نازیبا حرکتوں کی وجہ سے قوم وملت کا سر شرم سے جھک جائے۔

آج موبائل فون کے غلط استعمال سے جہاں معاشرے میں بہت سارا بگاڑ پیدا ہو رہا ہے، وہیں بہت سارے نوجوان دینی وشرعی احکام وفرائض سے بھی دور ہوتے جارہے ہیں اور گناہوں کے بدترین دلدل میں پھنستے چلے جارہے ہیں۔

ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم موبائل کا صحیح استعمال کریں؛ تاکہ یہ ہمارے لیے نعمت اور رحمت بنے، عذاب الٰہی کا سبب نہ بنے اور اس کے ذریعے معاشرے میں تخریب کے بجائے تعمیر انسانیت کے کام لیے جاسکیں۔

☆ ☆ ☆

موبائل پہ قرآنی آیات سے متعلق استفتاء

جواب از: مولانا شاکر عمیر صاحب معروفی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ بخیر وعافیت ہوں گے!!

احقر نے چند دن پہلے عوامی نفع کے پیش نظر موبائل پہ یومیہ مختصر درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا ہے، جس میں قرآن کی کوئی آیت مع ترجمہ ہوتی ہے، ایک صاحب کا کہنا ہے کہ موبائل پہ آیت لکھنا مناسب نہیں، کیوں کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بے وضو ہاتھ پڑ گیا، یا میسیج زیادہ ہونے کی وجہ سے ڈیلیٹ کرنا پڑا۔

(۱) سوال یہ ہے کہ اگر موبائل سے آیت قرآنی کو کسی سبب سے مٹا دیا جائے تو کیا یہ گناہ ہوگا؟ مثلاً کثرت میسیج کی وجہ سے یا موبائل ہینگ کرنے کی وجہ سے؟

(۲) دوسری بات، اگر بے وضو موبائل میں آیت پر ہاتھ پڑ جائے تو کیا حکم ہے؟

(۳) تیسرا سوال یہ ہے کہ آیت والے میسیج کسی کو افادہ کی غرض سے بھیجنا کیسا ہے؟

امید ہے کہ شرعی احکام سے مطلع فرما کر کرم فرمائیں گے۔

والسلام حبیب الرحمن الاعظمی ابراہیم پوری

۱۶/ جنوری ۲۰۲۰ء

الجواب

باسم ملهم الصواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اتمتع بصحة وعافية.

آپ کے سوالوں کے ترتیب وار جواب رقم کرتا ہوں:

(۱) کوئی گناہ نہیں ہوگا، اس لیے کہ فقہائے کرام نے ضرورت کی صورت میں کاغذ وغیرہ سے قرآنی آیات اور احادیث کو مٹانے کی اجازت دی ہے؛ لہٰذا موبائل سے قرآن کریم کی آیات مٹانے کی گنجائش ہے۔"فتاوی عالمگیری" میں ہے:"ولو محا لوحاً كتب فيه القرآن واستعمله فی أمر الدنيا يجوز "۔(۵/ ۳۲۲،الباب الخامس فی آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن)

مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ لکھتے ہیں:

موبائل کی حیثیت ایک آئینہ کے مانند ہے جس پر عکس ظاہر ہوتا ہے،اور کسی چیز کے عکس کو مٹانے سے یا آئینہ کو سامنے ہٹانے سے اصل چیز کا مٹانا نہیں پایا جاتا ہے؛ لہٰذا قرآنی آیات، اَحادیثِ شریفہ اور اللہ ورسول کے اَسماء پر مشتمل میسیج کو ڈیلیٹ کرنا منع نہیں ہے۔

ولو محا لوحًا كتب فيه القرآن واستعمله فی أمر الدنيا يجوز۔

(الفتاوى الهندية ۴/۳۲۲، دار إحياء التراث العربی بيروت)

إن المرئی فی المرأة مثاله لا هو۔ (شامی ۴/ ۱۱۰ زکریا)

دیکھیے: کتاب النوازل جلد ۱۷، صفحہ ۱۱۴)

(۲) چند اہم عصری مسائل میں ہے:"اسکرین پر جس وقت قرآنی آیات نظر آتی ہوں، اُس وقت اس پر ہاتھ نہ لگائیں؛ اس لیے کہ یہاں اگرچہ درمیان میں شیشہ حائل ہے؛ لیکن وہ بظاہر منفصل نہیں ہے"۔(۲/ ۱۰۴)

قال اللہ تعالیٰ: لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ۔ (الواقعة:۷۹)

ويمنع دخول مسجد - إلى قوله - ومسه أي القرآن ولو فی لوح أو درهم أو حائطٍ۔ (شامی ۱/ ۴۸۸ زکریا)

ویمنع مسه إلا بغلافه المنفصل أی کالجراب والخریطة دون المتصل کالمجلد المشرز هو الصحیح، وعلیه الفتویٰ؛ لأن الجلد تبع له۔

(شامی ۱/ ۴۸۸ زکریا)

باقی اگر بلا اختیار آیت پر ہاتھ پڑ گیا تو ان شاء اللہ اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔

قال اللہ تعالیٰ: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ (البقرہ:۲۸۶)

(۳) دین کی نشر واشاعت اور تذکیر ونصیحت کی غرض سے آیاتِ قرانیہ پر مشتمل دینی پیغامات بھیجنا فی نفسہ جائز اور درست ہے۔ وفی الحدیث: بَلِّغُوا عَنِّی ولو آیَةً.(صحیح البخاری، الرقم:۳۴۶۱)

واللہ اعلم وعلمہ اتم

شاکر عمیر معروفی

ایک اہم خوش خبری

نام کتاب: رمضان کے اہم مسائل

مرتب: مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

رمضان المبارک میں پیش آنے والے چند ضروری احکام ومسائل سے متعلق عام ضرورت کی ایک اہم کتاب معتبر فقہی حوالہ جات کے ساتھ، اکابر کی تقریظ سے مزین ہوکر الحمد للہ گزشتہ دنوں شائع ہوچکی ہے، جلد حاصل کریں اور نفع اٹھائیں۔

ملنے کا پتہ: قاسمی کتب خانہ، ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ

موبائل اور واٹساپ نمبر: 8090707844

”مولانا رحمت اللہ اعظمی، حیات وخدمات“ پر پُروقار تاثر

از: مولانا مفتی محمد صادق صاحب مبارک پوری

۱۹۸۱ء کا ماہ دسمبر تھا، جب قرآن کریم کی تعلیم کے لیے راقم الحروف کو محلہ کے مکتب میں داخل کیا گیا، جسے آج مدرسہ تعلیم الدین پورہ دلہن شاخ جامعہ عربیہ احیاء العلوم کے نام سے جانا جاتا ہے۔ جس استاذ ومربی کے زیر تدریس مکتب میں داخل ہوا وہ نہایت مخلص، جفاکش، محنتی استاذنا المحترم مولانا رحمت اللہ بن شیخ عبداللہ تھے۔

تقریباً ایک سال مولانا مرحوم کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا اور قرآن کریم کے ایک حصے کی تعلیم کا شرف حاصل کیا۔ گویا مولانا مرحوم میرے پہلے استاذ ومربی ہیں جن کے ذریعے تعلیمی دنیا میں قدم رکھا اور علم کی شعاعوں سے اپنے سینے کو گہر بار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مولانا مرحوم اپنے کام سے کام رکھتے تھے، طلبہ وطالبات پر بڑے ہی شفیق اور مہربان تھے، وقت کے نہایت پابند تھے، اوقات تعلیم میں پوری توجہ سے تدریس میں لگے رہتے تھے۔

میرے والد گرامی حضرت مولانا جمیل احمد صاحب قاسمی مدنی کارگزار ناظم احیاء العلوم مبارک پور کے شاگرد رشید تھے، مولانا مرحوم کو اپنے استاذ والد گرامی سے بہت ہی گہرا تعلق اور محبت تھی، گاہے بہ گاہے ملاقات وزیارت کے لیے ہمارے غریب خانے پر تشریف

لاتے تھے۔

مولانا مرحوم کی حیات وخدمات کے تعلق سے یہ کتاب منظر عام پر آئی، مطالعہ کے ذریعے آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں اور وہی تیس سال قبل کا منظر آج نگاہوں کے سامنے گردش کرنے لگا، میرے شیشۂ ذہن پر ان کے نقوش وآثار آج بھی اچھی طرح مرتسم ہیں۔

ان کے برخوردار محب گرامی قدر، فاضل نوجوان، قلم وقرطاس کے رسیا، عزیز برادر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی ابراہیم پوری استاذ حدیث جامعہ عربیہ احیاء العلوم (نسواں) نے اپنے والد بزرگوار کی حیات وخدمات پر قلم اٹھایا اور نہایت جستجو، محنت ولگن اور تحقیق وتفتیش سے ایک عمدہ گلدستۂ حیات وخدمات پیش کیا ہے، جو خوش نما ٹائٹل اور دیدہ زیب طباعت کے ساتھ ایسے نقوش وآثار کا نمونہ ہے، جو ہم سب کے لیے لائق تقلید اور قابل اتباع ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیز گرامی مرتب رسالہ کے قلم میں اور زور پیدا فرمائے اور مزید علمی خدمات کی توفیق دے۔ آمین، اور استاذ نا المحترم پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش فرمائے اور ان کی آل واولاد اور جمیع اہل خانہ کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ فرمائے۔ اللھم زد فزد۔

والسلام

محمد صادق

صدر جمعیۃ علماء ضلع اعظم گڑھ، یوپی

ماں کی عظمت (منظوم کلام)

از: حبیب اعظمی

ماں کی الفت کو سدا دل میں بسائے رکھنا
ماں کی عظمت کو نگاہوں میں سجائے رکھنا
ان کے ہونے سے ہی گھر ہوتی ہے رونق یارو
ماں کی تعظیم میں دل اپنا جھکائے رکھنا
دیکھنا ماں کبھی ناراض نہ ہونے پائے
ماں کی تحقیر سے بس خود کو بچائے رکھنا
رب نے قرآن میں تاکید بہت ہی کی ہے
ماں کی خدمت کو عمل اپنا بنائے رکھنا
ان کے قدموں تلے جنت ہے یقیناً لوگو
ماں کے قدموں تلے پلکوں کو بچھائے رکھنا
اپنی اولاد کو کس طرح سے پالا پوسا
ماں کے آنچل میں ہر اک درد چھپائے رکھنا
ماں اگر خلد نشیں ہوگئی دنیا سے حبیبؔ
ماں کی ہر یاد کو سینے سے لگائے رکھنا

☆　☆　☆

ایک یادگار مکتوب

حبیب اعظمی

ذیل کا مکتوب چند سال قبل، ستمبر ۲۰۲۰ء میں راقم نے مولانا ریحان احمد صاحب قاسمی کو غالباً واٹساپ پر لکھا تھا، جس کا انھوں نے جواب بھی مرحمت فرمایا۔ اس مکتوب و جواب مکتوب کو راقم نے "بشارت عظمیٰ" کے عنوان سے اپنے واٹساپ گروپ میں بھی ارسال کیا تھا۔ یادگار کے لیے اب اسے "دوماہی افکار" میں بھی شائع کیا جارہا ہے۔ حبیب اعظمی

....

(بشارت عظمیٰ)

گرامی قدر مولانا ریحان احمد قاسمی صاحب (موضع کرہاں ماہ پور)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ بخیر ہوں گے!!

آپ کے والد گرامی مولانا احسان احمد صاحب قاسمی، استاذ جامعہ رشیدیہ بمھور، راقم کے فارسی کے استاذ محترم ہیں، اور حضرت ہمیں دوران تعلیم بہت مانتے تھے، بمھور سے میرے چلے جانے کے بعد عین الاسلام نوادہ میں دوران تعلیم، مسابقہ وامتحان کے موقع پر حضرت سے ملاقات وزیارت کا شرف حاصل ہوجاتا تھا۔ اب عرصہ ہوا، ملاقات ہوئے۔

اولاً حضرت کی طبیعت اور مزاج سے مطلع کریں۔ بعدہٗ عرض ہے کہ حضرت کی تعلیمی وتدریسی خدمات سے متعلق ضروری خاکے اگر آپ کے پاس ہوں تو ارسال کریں۔ شکرگزار رہوں گا۔

حبیب الرحمٰن اعظمی ابراہیم پوری

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ بخیر ہوں، خیریت چاہتا ہوں۔

آپ کے متعلق یہ بات معلوم تھی کہ آپ کا والد محترم سے اچھا ربط ہے اور یہ بات اسی وقت پتہ تھی، جب میں عین الاسلام (نوادہ مبارک پور) میں سالانہ مسابقہ میں کبھی کبھی آتا تھا، مگر آپ والد صاحب کے شاگرد ہیں، یہ آج معلوم ہوا، ماشاءاللہ۔

مجھے ابھی تک یاد ہے، والد محترم نے اپنے ساتھیوں کے درمیان (جن میں اکثر میرے اساتذہ تھے) آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا تھا کہ "ان کے قلم میں مولانا اعجاز احمد صاحب قدس اللہ سرہ کی جھلک ہے"۔

الحمدللہ والد بزرگ وار بخیر وعافیت ہیں۔

تدریسی خدمات کے متعلق خاکہ ہے، مگر تیار شدہ نہیں ہے، میں تیار کرنے کی بھرپور کوشش کرتا ہوں۔

جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا

(۱۰ر ستمبر ۲۰۲۰ء)

☆ ☆ ☆

محبت نامہ

(از: رفیق محترم مولانا ابوالجیش صاحب قاسمی سریانوی)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

محترم ومکرم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب ابراہیم پوری دامت برکاتہم

الحمدللہ، آج کا خیرآباد کا سفر ایک یادگار اور روح پرور تجربہ ثابت ہوا۔ اس سفر کی سب سے قیمتی اور باعثِ سعادت بات یہ رہی کہ مجھے آپ جیسے صاحبِ علم، نرم خو، متواضع اور درد دِل رکھنے والے انسان کا ہم سفر بننے کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کی رفاقت میں سفر کرنا نہ صرف ایک خوش گوار تجربہ تھا بل کہ آپ کی گفتار، انداز اور تربیتی مزاج سے سیکھنے کو بہت کچھ ملا۔ آپ کے ساتھ وقت گزار کر دل کو خوشی اور اطمینان حاصل ہوا۔

آپ کا یہ بھی ایک خاص وصف ہے کہ آپ ہر سفر کو فقط طے نہیں کرتے بل کہ اسے اپنی فکر، قلم اور جذبے سے یادگار بنا دیتے ہیں۔ آپ کا ہر سفر گویا ایک پیغام ہوتا ہے، ایک سبق ہوتا ہے، اور ایک روحانی خزانہ ہوتا ہے۔ اس سفر کی روداد کو آپ نے جس انداز سے تحریر کیا ہے وہ واقعی محبت اور اخلاص سے بھرپور ہے۔ اس علمی تحفے پر میں تہہ دل سے ممنون ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے علم وعمل میں برکت عطا فرمائے، قلم میں مزید تاثیر دے اور آپ کا سایہ ہم سب پر قائم رکھے۔ جزاکم اللہ خیراً وأحسن الجزاء

☆ ☆ ☆